سلطان قطب الدین ایبک

جنوبی ایشیا میں مسلم حکومت کا بانی

ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی

پرنسپل ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد

جنوبی ایشیا میں قطب الدین نے مسلم حکومت کی داغ بیل ڈالی جسے سلطان شہاب الدین محمد غوری نے برصغیر کے مفتوحہ علاقوں پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ ۱۲۰۶ء میں سلطان محمد غوری کی وفات پر ایبک (۱) نے سلطنت دہلی کے اقتدار پر فائز ہو کر مملوک خاندان (۲) یا خاندان غلاماں (۳) کی بنیاد رکھی اور دہلی کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔(۴) اسی سال سے مورخین جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی ایک خود مختار حکومت کی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ اس وقت تک وسط ایشیا کے حکمران لشکر کشی کر کے برصغیر پر غالب ہوتے رہے اور اس طرح باہر سے ہی حکومت کرتے رہے۔ غزنہ یا غور انکا پایہ تخت ہوتا تھا اور برصغیر کے مفتوحہ علاقوں کو وسط ایشیا کے صوبہ کی حیثیت حاصل تھی۔ برصغیر میں مسلم حکومت کے قیام کے بعد اس کا غزنہ یا غور سے کوئی تعلق نہ رہا کیونکہ قطب الدین ایبک اور اس کے تمام جانشین اب وسط ایشیا کی بجائے برصغیر کو اپنا وطن تصور کرتے تھے۔ غالبا ترک سردار اب یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ان کا مستقبل ہند کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس جذبے نے جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی حکومت کو استحکام بخشا اور جو تاریخ میں سلطنت دہلی کے نام سے معروف ہوئی۔

ابتدائی حالات زندگی

ایبک ترکستان میں پیدا ہوا۔ اس کے آباو اجداد کون اور کس قبیلہ سے تھے تاریخ کے صفحات خالی ہیں۔ زمانہ کی ستم ظریفی نے اسے اپنے باپ جلال الدین کے سایہء عاطفت سے محروم کر دیا۔ بہرحال ایبک کی پاکیزہ زندگی، سخاوت، علم دوستی، اور کامیاب زندگی کے پیش نظر یہ اندازہ لگانا خلاف حقیقت نہ ہو گا کہ وہ کسی اچھے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ بہرحال ایک بردہ فروش سوداگر اسے ترکستان سے خرید کر نیشا پور لایا جہاں قاضی فخرالدین عبدالعزیز کوفی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ قاضی فخرالدین امام اعظم ابوحنیفہؒ کی اولاد میں سے تھے (۵) اور علم و فضل، دینداری اور تقویٰ کی وجہ سے اپنے عہد کے امام ابوحنیفہ سمجھے جاتے تھے (۶)۔ اسطرح ایبک خوش قسمتی سے ایسے گھر پہنچا جو دینی و دنیاوی لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ تاریخ فخرالدین مبارک شاہی میں مرقوم ہے کہ قطب الدین ایبک نے امام فخرالدین کے گھر میں کلام پاک پڑھا اور ان کی برکت سے ایسی تعلیم پائی کہ قرآن خواں کے نام سے مشہور ہوا (۷)۔ بقول منہاج الدین سراج، قاضی فخرالدین نے کلام پاک کے ساتھ ایبک کو اپنے بچوں کی طرح سواری اور تیراندازی کی بھی تعلیم دی (۸)۔ قاضی فخرالدین کی وفات کے بعد ان کے کسی لڑکے نے ایبک کو کسی تاجر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ تاجر نے اس کو سلطان محمد غوری کی خدمت میں پیش کیا جسے سلطان نے بڑی قیمت دے کر خرید لیا۔ ایبک رفتہ رفتہ اپنے اوصاف اور محاسن کا سکہ سلطان اور اس کے درباریوں پر بٹھاتا گیا۔ طبقات ناصری میں مذکور ہے کہ ایک رات سلطان نے بزم نشاط منعقد کی۔ خوشی کے عالم میں اس نے تمام غلاموں کو انعام میں سونے، چاندی اور روپے پیسے عطا کئے۔ ایبک کو تمام غلاموں سے زیادہ دیا۔ لیکن جب محفل عشرت ختم ہوئی تو ایبک نے باہر آ کر اپنا سارا انعام تمام ادنیٰ غلاموں میں تقسیم کر دیا جب اس کی خبر سلطان کو پہنچی تو وہ اپنے غلام کی فیاضی اور بلند حوصلگی سے بے حد خوش ہوا اور اسے اپنے امراء میں داخل کر لیا اور اس کی نشست اپنے تخت کے سامنے مخصوص کی (۹)۔ اس طرح ایبک روز بروز سلطان کی نگاہوں سے قریب تر ہوتا گیا حتیٰ کہ اسے امیراخور کے عہدے پر مامور کیا گیا۔ غور، غزنہ اور بامیان کے حکمرانوں کے باہمی اتحاد سے خوارزم پر لشکر کشی کے دوران ایبک نے سلطان محمد غوری کے ساتھ اس لشکر میں شرکت کی۔ اس کا معمول تھا کہ وہ ہر روز لشکر کے مویشیوں کے لئے چارہ تلاش کرنے کے لئے جنگل جایا کرتا تھا۔ ایک دن جنگل میں

دریائے مرو کے کنارے اس کا سامنا سلطان خوارزم شاہ کی فوج سے ہوا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ لشکر کم ہونے کی وجہ سے وہ دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ جنہوں نے ایبک کو لوہے کے پنجرے میں بند کر کے قید کر دیا۔ لیکن جب سلطان خوارزم شاہ کو شکست ہوئی تو ایبک کا آہنی پنجرہ ایک اونٹ پر لاد کر سلطان محمد غوری کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایبک کو آہنی پنجرے سے نکال کر سلطان نے طوق آہنی کی بجائے موتیوں کے ہار اس کے گلے میں پہنائے۔ (۱۰) ایبک کی اس جرات اور بہادری نے اس کے درجات بلند کئے۔ ۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء میں جب سلطان محمد غوری اجمیر فتح کر کے اور دہلی کے راجہ کو باجگزار بنا کر غزنی واپس جانے لگا تو ایبک کو ہندوستان میں کہرام اور سلمانہ کے مفتوحہ اضلاع کا نگران مقرر کیا (۱۱)۔ ایبک نے اس اعلیٰ منصب کے فرائض بطریق احسن انجام دئے۔ علاوہ ازیں اس نے میرٹھ ' دہلی اور رنتھمبور کو فتح کر لیا۔ چنانچہ ۵۸۸ھ / ۱۱۹۳ء میں سلطان محمد غوری نے ایبک کو غزنہ بلا کر اس کے کارناموں کی داد دی اور بے شمار قیمتی تحائف عطا کئے (۱۲)۔ غزنہ سے واپسی پر ایبک نے دہلی کے شہر کو خوب سجایا اور جشن عشرت کے موقعہ پر درباریوں کو انعام و اکرام سے نوازا۔ اس عرصہ میں دہلی میں جامع مسجد کی تعمیر کا حکم صادر کیا جو ۵۹۳ھ میں پایہ ء تکمیل کو پہنچی۔ ایبک نے اپنی فوجی سرگرمیاں تیز کر دیں جب سلطان محمد غوری قنوج اور بنارس کے راجہ جے چند سے جنگ کرنے کے لئے ہندوستان آ رہا تھا تو ایبک نے سلطان کا نہ صرف استقبال کیا بلکہ اس کے حضور ایک سو عربی گھوڑے پچاس ہزار سوار ' ہاتھی اور اونٹ پیش کئے (۱۳)۔ سلطان محمد غوری بہت خوش ہوا اور ایبک کو نہ صرف خلعت سے نوازا بلکہ پیشرو لشکر بنا کر آگے قنوج بھیجا۔ اس جنگ میں اس نے اپنی وفاداری اور جانبازی کا کچھ ایسا ثبوت پیش کیا کہ سلطان نے اسے اپنا فرزند بنا کر فرمان فرزندی اور سفید ہاتھی عطا کیا (۱۴)۔ سلطان محمد غوری ۶۰۲ھ / ۱۲۰۶ء میں کھوکھراں قبائل کی سرکوبی کے بعد واپس غزنہ جا رہا تھا کہ راستے میں شہید کر دیا گیا۔ سلطان محمود غوری کے جانشین سلطان محمود بن غیاث الدین نے ایبک کو اپنے چچا سلطان محمد غوری سے بھی زیادہ عزت بخشی اور اسے ہندوستان کے تمام مفتوحہ علاقوں کا علیحدہ خود مختار حاکم تسلیم کر کے فرمان شاہی جاری کیا (۱۵)۔

تخت نشینی

ایبک نائب السلطنت کے عہدہ ء جلیلہ پر ۱۱۹۲ء سے ۱۲۰۶ء تک فائز رہا اور بہترین کارنامے انجام دیئے۔ ۱۲۰۶ء میں سلطان محمد غوری کی وفات پر ایبک نے جب سلطنت دہلی پر اپنے اقتدار کا آغاز کیا تو سلطان محمود بن غیاث الدین نے اس کو سلطان کا خطاب بخشا ' چتر اور امارت بادشاہی عطا کی اور اس کے ساتھ آزادی کا فرمان بھیجا (۱۶)۔ ایبک نے خلعت اور فرمان کا استقبال دہلی سے چل کر لاہور میں کیا جہاں تخت نشینی کی رسومات ادا کی گئیں۔ اس طرح ۱۸ اء ذیقعد ۶۰۳ھ (جون ۱۲۰۶ء) کو خلعت شاہی پہن کر وہ قطب الدین کے لقب سے ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوا (۱۷)۔ یہاں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایبک نے لاہور میں کیوں تخت نشینی کی رسومات ادا کیں اور پھر بعد میں لاہور کو کیوں اپنا مرکز بنایا۔ اس کی غالباً وجہ یہ تھی کہ دفاعی طور پر لاہور بڑی موزوں جگہ تھی جہاں سے وہ اپنے وسط ایشیاء کے حریف مسلمان حملہ آوروں کو آگے آنے سے روک سکتا تھا اور اس مقام کے ارد گرد مسلمانوں کی بھی اکثریت تھی جہاں صدیوں بلحاظ اسلام رہا۔ لاہور کو مرکز قرار دینے کا اثر یہ بھی ہوا کہ یہاں اور اس کے ارد گرد مسلمانوں کی گرفت مضبوط ہو گئی اور صدیوں بعد انہیں علاقوں میں مسلمانوں کی حکومت یعنی موجودہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

مشکلات اور حکمت عملی

آغاز حکومت سے سلطان قطب الدین ایبک کو مشکلات سے دو چار ہونا پڑا۔ سلطان شہاب الدین غوری اور خود ایبک کے پے در پے حملوں سے شمالی ہند کی تقریباً تمام ہندو طاقتوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ لہذا تخت نشینی کے بعد ایبک کو پھر کسی راجپوت طاقت کو زیر نہ کرنا پڑا۔ مگر سلطان محمد غوری کی وفات کے فوراً بعد چند نئی مسلمان سیاسی طاقتیں ابھریں جن کا مقابلہ ایبک کے لئے یقیناً مشکل تھا۔ بنگال میں ' خلجی امیر (۱۸) ' سندھ میں ناصرالدین قباچہ (۱۹) اور غزنہ میں تاج الدین یلدوز۔ (۲۰) حکمران تھے۔ خاص کر قباچہ اور یلدوز محکوم ہونے والے نہ تھے اور انہیں تلوار کے زور سے زیر کرنا بھی مشکل تھا۔ لہذا سلطان ایبک نے انہیں اپنے زیر اثر لانے کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے۔ پہلی حکمت عملی یہ اختیار کی کہ اپنی رسم تخت نشینی دہلی کی بجائے لاہور میں منائی تاکہ یلدوز کا استحقاق لاہور پر باقی نہ رہے۔ دوسرے ان لوگوں سے ایبک نے ازدواجی رشتے قائم کئے۔ ناصر الدین قباچہ کو اپنی بیٹی دے دی اور تاج الدین یلدوز کی بہن سے خود شادی کر لی۔ غالباً ان حالات میں جہاں تلوار کام نہ دے وہاں شادی بیاہ کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ یکجہتی کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔ یہ

حکمت عملی یہاں تک کامیاب رہی کہ قباچہ نے ایبک سے مراسم خوشگوار بنا لئے لیکن یلدوز ایک ایسا حریف تھا کہ وہ اپنی مخالفت پر ازدواجی تعلق کے باوجود اپنی جگہ قائم رہا۔

تاج الدین یلدوز سے معرکہ آرائی

سلطان قطب الدین ایبک ۱۸ ذیقعد ۶۰۲ھ کو لاہور میں اپنی تخت نشینی کی رسومات ادا کرنے کے بعد جب دہلی واپس چلا گیا تو تاج الدین یلدوز کو لاہور پر قبضہ کرنے کا اچھا موقعہ میسر آیا۔ اس نے غزنی سے لشکر کشی کر کے لاہور پر حملہ کر دیا اور بقول منہاج الدین سراج لاہور کے حاکم قباچہ کو شکست دے کر شہر پر قابض ہو گیا (۲۱)۔ ایبک کو جب حملے کا علم ہوا تو فوراً لاہور لوٹا۔ ۶۰۲ھ میں دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ تاج الدین نے شکست کھا کر کرمان و توران کے پہاڑوں میں پناہ لی۔ اس کے تعاقب میں قطب الدین ایبک غزنہ جا پہنچا اور وہاں پر چالیس روز قیام کیا۔ یلدوز کو جب مخبری ہوئی تو فوراً لشکر لے کر غزنہ پر حملہ آور ہوا۔ بقول فرشتہ سلطان اپنے لشکر سمیت عیش و عشرت میں مصروف تھا کہ دشمن کو سر پر دیکھا تو ایبک اس پریشانی کے عالم میں سنگ سوراخ۔(۲۲)۔ (سرخ) کے راستے سیدھا لاہور پہنچا۔(۲۳)۔ مگر ان خیالات کے برعکس منہاج الدین سراج لکھتا ہے کہ سلطان ایبک نے مملکت غزنہ پر قابض ہو کر چالیس روز تک وہاں کے تخت پر جلوس کیا۔ خلق خدا کو انعام و اکرام سے نوازا اور پھر ہندوستان چلا آیا (۲۴)۔ یلدوز کی طرف سے خطرہ کے باعث ایبک نے لاہور کو اپنا عبوری دارالخلافہ قرار دیا جو فوجی اہمیت کے علاوہ ارباب فضل و کمال اور اصحاب زہد و اتقی ہی اور صوفیاء و مشائخ کا مسکن بھی تھا (۲۵) اور بالآخر لاہور میں ۶۰۷ھ / ۱۲۱۰ء کو چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر سلطان ایبک نے وفات پائی۔ اس کا مزار بھی لاہور میں ہی ہے۔

نظام سلطنت

قطب الدین ایبک نے دہلی کے پہلے سلطان کی حیثیت سے ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی جو غیر معمولی کارنامہ تھا۔ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا اور اشاعت اسلام کا خواہاں تھا۔ تخت پر بیٹھ کر عدل و انصاف سے حکمرانی کی۔ بقول فخر مدبر، قطب الدین نے تائید ایزدی، تدبیر اور اصابت رائے سے اس ملک میں ایسا نظم و نسق قائم کیا اور ایسے قوانین و قواعد مرتب کئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ برابر بادشاہی کرتا تھا اور عدل کی ایسی بنیاد رکھی کہ اس کے لشکر میں ترک، غوری، خراسانی، خلجی، ہندوستانی، راج اور ٹھاکر سبھی شامل تھے لیکن کسی کو یہ ہمت نہ تھی کہ گھاس کی ایک پتی یا ایک چپاتی یا جنگل سے بکری یا آبادی سے کوئی چڑیا پکڑ لیتا یا کسی رعیت کا گھر برباد کر دیتا (۲۶)۔ اس طرح تاج الماثر میں مرکوز ہے کہ قطب الدین ایبک کی عدل نوازی کی بنا پر کبک نے باز، دراج نے عقاب اور تدرو نے شاہین سے امن پایا۔ لومڑی اور ہرن شیر کے پاس اور بھیڑیا بکری کے نزدیک رہا کرتا تھا۔ اس کی حکمرانی کی اس عام پالیسی کی بنا پر یہ کہنے میں تامل نہیں کہ اس کے " عادل ظہیر الایام " (زمانہ کی پشت) ـ " ظہیر الامت " (امت کی پشت) " رضی الانام " (مخلوق میں مقبول) اور " مجیر الانام " (مخلوق کی جائے پناہ) جیسے القاب صحیح تھے (۲۷)۔ اتباع خلفائے راشدین میں اس نے اپنے اندر اوصاف حمیدہ پیدا کئے۔ بقول فخر مدبر ایبک نے سخاوت میں حضرت ابوبکرؓ، عدل میں حضرت عمرؓ، دیانت میں حضرت عثمانؓ اور شجاعت و مردانگی میں حضرت علیؓ کی مثال اپنے سامنے رکھی (۲۸)۔ سلطان بڑا شریعت نواز تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی مسلمانوں کی زندگی اسلامی اور شرعی نہج پر تشکیل دینے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی جائداد سے لئے جانے والے تمام غیر شرعی خراج کو ختم کر دیا اور شریعت کے مطابق عشر لینے کا حکم جاری کیا (۲۹)۔ علاوہ ازیں تمام نامشروع بدعتیں بھی دور کر دیں اور سنت کی پیروی کرانے میں عام تلقین کی۔ بقول تاج الماثر، ایبک نے شرع و سنت کی ترویج میں احکام حنفی کا خاص لحاظ رکھا (۳۰)۔ قطب الدین نے بچپن میں ایسے گھر میں زندگی گزاری تھی کہ ہر فرد کے رگ و ریشہ میں شریعت اور خصوصاً فقہ سرایت کر گئی تھی اس لئے وہ بادشاہ بن کر شرعی اور فقہی احکام کی تعمیل کرانے میں سرگرم رہا جو تعجب کی بات نہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت خواجہ چشتی ہند میں قدم رنجہ فرما کر اس زمین کو اسلام کے نور سے منور کر رہے تھے (۳۱)۔ ایک طرف وہ اپنی بے نفسی، سیرت کی بلندی اور اخلاق کی پاکیزگی سے لوگوں کے دلوں میں اسلامی جلالت و عظمت قائم کر رہے تھے تو دوسری طرف قطب الدین ایبک اپنی نبرد آزمائی، عدل گستری، شریعت نوازی اور رعیت پروری سے اسلام کی سطوت و حشمت کا سکہ بٹھا رہا تھا۔

ترقی علم و ادب

سلطان ایبک نے زیادہ تر وقت نوزائیدہ سلطنت کو سنوارنے میں گزارا۔ پھر بھی غزنی اور غور کی روایات کے مطابق وہ علماء و فضلاء و شعراء کی سرپرستی کرتا رہا۔ جن میں قابل ذکر مولانا بہاء الدین اوشی، (۳۲)۔ جمال الدین محمد نصیر، (۳۳) القاضی امام حمید الدین، افتخار

الافاضل علی بن عمر المحمودی ' (۳۴) حسن نظامی نیشاپوری ' (۳۵) فخر مدبر (۳۶) اور امام رضی الدین ابوالفضائل الحسن صنعانی (۳۷) تھے۔ جنہوں نے کئی مذہبی و تاریخی کتب تحریر کیں ' جو علم و ادب میں ترقی کا باعث بنیں۔

شخصیت و کردار

سلطان قطب الدین نے اٹھارہ برس تک برصغیر میں حکمرانی کی جن میں چودہ سال بحیثیت وائسرائے اور چار سال بطور سلطان گزارے۔ غلام کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث سلطنت دہلی کا حکمران بنا۔ اس کی زندگی سے آشکارا ہے کہ وہ ایک بہادر سپاہی اور قابل سپاہ سالار تھا کیونکہ اس نے متعدد لڑائیاں لڑیں۔ ایک عرصہ تک میدان کارزار میں اپنے جوہر دکھاتا رہا۔ ایبک نے بلا ضرورت انسانی خون کو نہیں بہایا اپنے آقا سلطان محمد غوری کی وفات کے بعد برصغیر میں پہلے سلطان کی حیثیت سے ایک خود مختار سلطنت قائم کی اور اپنی حکومت کے استحکام میں مصروف رہا۔ وہ عادل اور فیاض حکمران تھا۔ علم و ادب کا ولدادہ اور عالموں کا قدر دان تھا ' اس نے علمی ادارے قائم کئے جو علوم و فنون کے مراکز تھے۔ فیاضی کے باعث لکھ بخش یا لکھ داتا معروف تھا۔ اس کے عہد میں سڑکیں محفوظ تھیں۔ رہزنی مفقود تھی اور تمام رعایا خوشحال اور مطمئن زندگی بسر کرتی تھی۔ دہلی میں ایک نہایت خوبصورت جامع مسجد تعمیر کروائی ' جس کی یادگار قطب مینار کی صورت میں اب بھی موجود ہے۔ بہر حال سلطان قطب الدین ایبک بیک وقت عدیم المثال فاتح ' یکتائے روزگار منتظم ' ہردل عزیز عادل اور علم و ادب کا سرپرست و مربی تھا جس کے باعث وہ تاریخ کے اوراق میں مہروماہ کی طرح چمکتا رہے گا۔ یہ تاریخ کا عجیب اتفاق ہے کہ برصغیر میں جس مسلم فرمانروا نے مسلم سلطنت کی بنیاد رکھی اس نے لاہور جیسے اہم مرکز کو اپنی حکومت کا نہ صرف عبوری دارالخلافہ قرار دیا بلکہ اپنی آخری آرام گاہ کے لئے بھی اسی مقام کو منتخب کیا اور جہاں صدیوں بعد مسلمانوں نے قائد اعظم کی قیادت میں جدوجہد آزادی کا نہ صرف اعلان کیا بلکہ ایک علیحدہ ملک پاکستان کا قیام عمل میں لائے۔

حوالہ جات

۱ ○ ایبک کی چھوٹی انگلی ٹوٹی تھی اس لئے اس کو ایبک شل کہتے تھے۔ آگے چل کر ایبک شل کی بجائے صرف ایبک ہی اس کے نام کا جزو ہو گیا۔ حالانکہ ایبک کے معنی صرف انگلی کے ہیں لیکن راورٹی اس توجیہہ کو بالکل بے اصل قرار دیتا ہے اس کا خیال ہے کہ ایبک ایک ترکی قبیلے کا نام تھا۔ طبقات ناصری ' منہاج الدین سراج ' مترجم غلام رسول مہر ' لاہور ' ۱۹۷۵ ' ص ۴۷

۲ ○ چونکہ اس شاہیہ کے تمام حکمران اقتدار حاصل کرنے سے پہلے مملوک رہ چکے تھے لہٰذا یہ تاریخ میں مملوک خاندان سے معروف ہوئے۔

۳ ○ اسے خاندان غلاماں کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے فرمانروا یا غلام تھے یا غلاموں کے بیٹے تھے۔ غلاموں کی بادشاہی کا آغاز دراصل اسلامی مساوات و اخوت کی عمدہ مثال ہے۔

۴ ○ محمد قاسم فرشتہ ' تاریخ فرشتہ ' مترجم عبدالحی خواجہ ' لاہور ' ۱۹۷۴ء ص ۲۲۴

۵ ○ آپ نیشا پور بشمول مضافات کے حاکم تھے۔ منہاج الدین سراج ' بحوالہ سابقہ ' ص ۱۳۸

۶ ○ " امامے عالم و فنون تبحر متقی بسیا فضل مقدین از فرزندان امام عالم ابوحنیفہ کہ در ایام و عہد نبود ابوحنیفہ ثانی بود " تاریخ فخرالدین مبارک شاہی ' ص ۲۱

۷ ○ " قرآن در خانہ آن امام بزرگ آموخت و از برکت نظراو قرآن خواندنی شد و بدیں نام معروف گشت " ایضاً ' ص ۱۳۸

۸ ○ منہاج ' حوالہ سابقہ ' ص ۱۳۸ ' بقول فرشتہ ' ایبک اپنے آقا قاضی فخرالدین کے لڑکوں کے ساتھ مکتب جاتا اور تھوڑے ہی دنوں میں کلام پاک پڑھنے لگا۔ لکھنے پڑھنے سے واقف ہو گیا اور دوسرے آداب و کمالات میں مہارت حاصل کر لی ' فرشتہ بحوالہ سابقہ ' ص ۲۱

۹ ○ منہاج الدین سراج ' حوالہ سابقہ ' ص ۱۳۸ ' طبقات اکبری ' ص ۴۱

۱۰ ○ ایضاً ' ص ۱۳۹ ' فرشتہ ' حوالہ سابقہ ' ص ۲۴۳

۱۱ ○ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ حسن نظامی ' تاج المآثر ' قلمی نسخہ محمد حبیب ' مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۲ ○ فرشتہ ' حوالہ سابقہ ' ص ۲۴۴

۱۳ ○ ایضاً

۱۴ ○ ایضاً

۱۵ ○ منہاج ' حوالہ سابقہ

۱۶ ○ تاریخ مبارک شاہی نے ایبک کے کئی القاب رقم کئے ہیں۔

۱۷ ○ فرشتہ ' حوالہ سابقہ ' ص ۲۴۳۔ تاریخ مبارک شاہی میں ۱۲ ذی

القعد مرقوم ہے۔

۱۸ ○ ملک اختیار الدین محمد بختیار خلجی نے بنگال و بہار کو فتح کر کے اسلامی سلطنت کو وسعت دی جو دراصل غور اور گرم سیر کا خلجی امیر تھا۔ اپنے قبیلے کے ساتھ پہلے غزنہ میں سلطان غوری کی بارگاہ میں پہنچا اور پھر ہندوستان میں آکر دہلی پہنچا۔ پھر بدایوں اور اودھ چلا گیا۔ اودھ کے حاکم ملک حسام الدین اغلبک نے اسے سلہو اور سہونی کے علاقے دئے۔ جہاں سے اس نے آگے بڑھ کر بنگال و بہار کو فتح کر لیا۔ منہاج الدین سراج' بحوالہ سابقہ' ص ص ۷۰ ۔ ۷۵۲

۱۹ ○ ملک ناصر الدین قباچہ سلطان غازی کا غلام تھا۔ جسے اوچ کا علاقہ عطا کیا گیا۔ اس کے نکاح میں سلطان قطب الدین ایبک کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔

۲۰ ○ یلدوز بڑا حلیم اور حسن و جمال میں بلند پایہ تھا۔ وہ کمسن ہی تھا کہ سلطان غازی نے اسے خرید لیا۔ ابتدائی کام خلافت کاری کا سپرد ہوا۔ پھر رتبہ بلند ہوا اور دوسرے غلاموں کا سردار مقرر ہوا۔ سلطان غوری نے کرمان اور سنقران کے علاقے جاگیر میں دئے۔ سلطان ہر سال ہند کا سفر کرتا تو راستے میں کرمان ضرور پڑاؤ کرتا۔ ایضاً ص ص ۳۰۔۷۲۹

۲۱ ○ لاہور عہد غزنوی میں غزنہ کے ساتھ ملحق تھا اور پھر غوریوں کے زمانے میں خود مختار ہو گیا۔ سلطان غوری نے اس کے آخری حکمران خسرو ملک کو شکست دے کر اسے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا۔ اسی لئے سلطان تاج الدین یلدوز غزنہ سے لاہور تک کو اپنا مقبوضہ علاقہ سمجھتا تھا۔

۲۲ ○ تاریخ فرشتہ' حوالہ سابقہ' ص ۳۴۵

۲۳ ○ غالباً سنگ سوراخ سے مراد درہ خیبر ہے۔ منہاج الدین سراج' حوالہ سابقہ' ص ۴۱۲

۲۴ ○ ایضاً (ترجمہ)' ص ۷۴۲

۲۵ ○ تاج المآثر میں مرقوم ہے "خطہ لاہور کہ مستقر سریر سلاطین و مطلع خورشید ارباب یقین و منشاء اصحاب فضل و تقویٰ و مامن زہاد و عباد و مسکن اقطاب و اوتاد گشتہ است دارالملک دولت شد"۔

۲۶ ○ تاریخ فخرالدین مبارک شاہی' ص ص ۵۸ ۔ ۵۴

۲۷ ○ تاج المآثر' قلمی نسخہ پروفیسر محمد حبیب' مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۲۸ ○ فخر مدبر' حوالہ سابقہ

۲۹ ○ ایضاً

۳۰ ○ تاج المآثر' حوالہ سابقہ

۳۱ ○ اجمیر شریف میں حضرت معین الدین چشتی کا نزول اجلال راجہ پتھورا کے عہد میں ہوا اور دو سال بعد سلطان التمش کے عہد میں ایبک اپنے آقا سلطان غوری کے ساتھ جب ہندوستان آیا تو اس وقت خواجہ اجمیری اجمیر میں مقیم تھے۔

۳۲ ○ آپ مشہور ادیب اور شاعر تھے۔ ہندوستان آکر قطب الدین ایبک کے دامن دولت سے وابستہ ہوئے اور اس کی شان میں قصیدہ لکھ کر اپنی فصیح البیانی کی داد لیتے تھے۔ لباب الالباب' جلد اول' ص ۱۸۹

۳۳ ○ آپ نے مجلس آرائی شاہی مختصر مگر مفید تصنیف کی محمد۔ عوفی جن کے اشعار میں لطافت اور فصاحت پائی جاتی ہے سلطان قطب الدین نے ان کے علم کی پوری قدر دانی کی۔ ایضاً' ص ۱۱۷

۳۴ ○ آپ باکمال شاعر تھے۔ ایضاً

۳۵ ○ آپ نے سلطان ایبک کی خواہش پر اپنی معروف کتاب تاج المآثر لکھی۔ جو ۵۸۷ھ سے ۶۱۲ھ تک کی تاریخ ہے۔ تاج المآثر' حوالہ سابقہ

۳۶ ○ آپ نے رسالہ بحرالانساب اور پھر آداب الحرب و الشجاعہ کتاب لکھی۔ پہلی تصنیف میں حضرت محمدؐ سے لے کر مؤلف تک کے زمانے کے ۱۳۶ شجرے ہیں۔ جبکہ دوسری کتاب میں جنگ و جدال کی حکمت عملی زیر بحث آئی۔ آپ کا اصل نام مبارک شاہ المعروف فخر مدبر تھا۔

۳۷ ○ بقول نزہتہ الخواطر' ایبک نے آپ کو لاہور کی قضاۃ پیش کی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ نزہتہ الخواطر' حوالہ سابقہ